

شہد کی مکھی اور قرآن

از محمد حنیف

قرآن کریم کی روشنی میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً ۚ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ [۲:۱۷۱]

جب ان سے کہا جائے گا، کہ جو کچھ خدا نے قرآن میں نازل کیا ہے، اس کا اتباع کرو، تو یہ کہیں گے کہ نہیں، ہم اس ہی کا اتباع کریں گے، جس پر ہم نے اپنے اسلاف کو چلتے ہوئے دیکھا۔ یعنی خواہ ان کے اسلاف نہ عقل و بصیرت رکھتے ہوں، اور نہ ہی وحی کے صحیح رستے پر گامزن ہوں، یہ پھر بھی ان ہی کے نقش قدم پر چلتے رہیں گے۔

تقلید کی یہ راہ انسان کو حیوانوں کی سطح پر پہنچا دیتی ہے۔ جو عقل و فکر سے کام لینے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے، ان کی اور ان کے پیشواوں کی مثال یوں سمجھیے، کہ بھیڑ بکریوں کا ایک ریوڑ ہے، جس کے پیچھے چرواہا ہے، چرواہے نے اپنے بڑے بوڑھوں سے کچھ آوازیں سیکھ رکھی ہیں، بلا الفاظ۔ اور کچھ الفاظ یاد کر رکھے ہیں، بلا مطلب۔

وہ یہ آوازیں نکالتا ہے، اور ان الفاظ کو دوہراتا رہتا ہے۔ اور بھیڑ بکریاں ان اشاروں پر ادھر ادھر مڑتی رہتی ہیں۔ نہ چرواہے کو اس کا علم ہوتا ہے، کہ ان آوازوں اور الفاظ کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ اور نہ ہی وہ بھیڑ بکریاں، ان آوازوں کے علاوہ، کچھ اور سمجھنے کے قابل ہوتی ہیں۔

یہ ہیں آباء کی تقلید کرنے والے، بہرے، گونگے، اندھے، عقل و فکر سے کچھ کام نہ لینے والے، انہیں انسان کون کہہ سکتا ہے؟؟؟؟

مفہوم القرآن از جناب پرویزؒ

میرے محترم دوستو۔۔۔۔ آیت بالا، اور اس کے مفہوم کو پڑھیں، بار بار پڑھیں۔۔ کتنی روشن ہدایت ہے، جسے سمجھنے کے لیے، کسی افلاطون کے دماغ کی ضرورت نہیں۔

شخصیت پرستی، اور تقلید کی روش انسان کو اس کے اوصاف سے محروم کر دیتی ہے۔ نہ وہ اپنی فہم سے کچھ سمجھنے کے قابل رہتا ہے۔ نہ اپنی بصارت سے کچھ دیکھنے کا مکلف۔ بس جہاں کوئی مسئلہ، درپیش آیا۔ اپنے اپنے بڑوں کی کتابیں کھولیں، ان کے وڈیوز نکالے، انہیں دیکھ کر، انہیں پڑھ کر، اپنے علم کے موتی بکھیرنا شروع کر دیئے۔

سوچنے کی زحمت ہی گوارہ نہیں کی جاتی، کہ جو کچھ بیان کیا جا رھا ہے، عقل و شعور کے پیمانے پر کس قدر پورا اترتا ہے؟ علم کی بارگاہ میں کتنا وزن رکھتا ہے؟

بس وہ ہی روش، جو آیت مبارکہ بالا میں بیان ہوئی ہے، کہ کچھ نام سن لیے، کچھ حرکات و سکنات دیکھ لیں، بس دوھرائے چلے جاؤ، بغیر کسی تحقیق کے کہ جو کچھ کہا جا رھا ہے، وہ کتنا مستند ہے؟؟

اور اس کا درست مفہوم کیا نکلتا ہے؟؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا [۱۷:۷۰]

اور بیشک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ہم نے ان کو خشکی اور تری (یعنی شہروں اور صحراؤں اور سمندروں اور دریاؤں) میں (مختلف سواریوں پر) سوار کیا اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا اور ہم نے انہیں اکثر مخلوقات پر جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے فضیلت دے کر برتر بنا دیا، [طاہر القادری]

اللہ کریم نے انسان کو عقل و شعور کی دولت سے مالا مال کیا، اسے اپنے انبیاء علیہ سلام کے توسط سے، ہدایت وراہنمائی سے سرفراز فرمایا۔ اور اپنی مخلوقات میں اکثیریت پر فضیلت عطا فرمائی۔ نہ صرف فضیلت عطا فرمائی، بلکہ سب کو انسان کے لیے مسخر فرمادیا۔۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔

وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ [٤٥:١٣]

اس نے زمین اور آسمانوں کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لیے مسخر کر دیا، سب کچھ اپنے پاس سے اِس میں بڑی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرنے والے ہیں [ابوالاعلی مودودی]

کائنات کی ہر شئے انسان کے آگے سرنگوں ہے۔ چاہے، وہ جاندار مخلوق ہے، حیوانات ہے، جمادات ہے، نباتات ہے سورج، چاند، ستارے، دریا، سمندری، پہاڑ، سب کے سب انسان کے فرمابردار ہیں۔ اس کے حکم کی تابعدار ہیں۔ مجبور محض ہیں۔

یہ انسان کی بد قسمتی ہے، کہ وہ اپنی تخلیق کے اعلیٰ مقصد، اور منتہٰی سے اکثر ناواقف، اور بے شعور ہی رہتا ہے۔ کبھی اس نے پتھروں کی پرستش کی، کبھی درختوں کی پوجا کی، کبھی سانپ کی بندگی اختیار کی، اور کبھی سورج کو سجدے کئے۔ ہمارے استاد محترم فدا خالدیؒ نے کیا خوب فرمایا۔۔

جب حقیقت آشنا تیری نظر ہو جائے گی

ہستی نامعتبر بھی، معتبر ہو جائے گی

اللہ کریم نے انسان کو جو کچھ ہدایات عطا فرمانی تھیں، وہ اپنے بھیجے گئے، انبیاءعلیہ سلام کے توسط سے،، آسمانی کتابوں کے ذریعے، عطا فرمادیں۔ جس کی آخری کڑی، یہ کتاب اللہ، یعنی قرآن کریم ہے۔

چنانچہ اس قرآن کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔۔۔۔



أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ [۲۹:۵۱]

ان سے کہو، کیا یہ تمہارے لیے کافی نہیں ہے، کہ خدا نے میری وساطت سے، تمہاری طرف اس قسم کا ضابطہ حیات بھیجا ہے، جو لوگ اس کی صداقتوں پر ایمان لائیں گے، ان کے لیے اس میں سامان رحمت، وربوبیت ہو گا، اور شاہراہ حیات کے ہر موڑ پر، اس امر کی یقین دھانی، کہ انہیں کس طرف جانا ہے۔

مفہوم القرآن جناب پرویزؒ

اس رب نے اس کتاب عظیم میں انسانوں کی راہنمائی کے لیے ہر شئے کو واضح، اور آسان بیان فرمادیا ہے۔ اور فیصلہ کن انداز میں اعلان کر دیا ہے کہ اس کتاب اللہ کے بعد، انسانوں کو راہنمائی کے لیے کسی اور شئے کی ضرورت ہی نہیں۔

قرآن کریم میں اللہ نے اس خارجی کائنات کی طرف انسانوں کی توجہ مبذول کروائی ہے۔ اس پر غور و فکر کا حکم دیا ہے ان سب کو اپنی آیات قرار دیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیوں ؟؟؟

کیا اس لیے کہ یہ کتاب اللہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، انسانوں کی راہنمائی کے لیے ناکافی ہے ؟؟

اس بات کو سمجھنے کے لیے لیے ہمیں اس لفظ "آیۃ" کو سمجھنا ہو گا۔

علامہ غلام احمد پرویز علیہ رحمہ نے اس لفظ "آیۃ" کے موضوع پر اپنی کتاب "لغات القرآن" میں کچھ اس طرح لکھا ہے۔۔

"آیۃ" ظاہری علامت یا نشانی کو کہتے ہیں۔ چنانچہ راستہ کے نشانات کو آیات کہتے ہیں۔ در حقیقت، آیۃ، ہر اس ظاہر شئے کو کہتے ہیں، جو کسی چھپی ہوئی شئے کا لازمی خاصہ ہو، اور جب کوئی شخص اس ظاہری شئے کا ادراک کر لے، تو وہ جان لے، کہ اس نے اس پوشیدہ شئے کا ادراک یا اندازہ کر لیا ہے۔ خدا کی ذات انسانی ادراک کے احاطہ میں نہیں آ سکتی۔ لہٰذا اس کے متعلق، ان ظاہری علامات سے ہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، جو کائنات میں بکھری پڑی ہیں۔ اس لیے یہ کائنات اور اس کی تمام اشیاء "آیات اللہ" ہیں، یہ وہ نشانات راہ ہیں، جس سے ہم اس منزل کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ انسانوں کی دنیا میں وحی، خدا کی سب سے بڑی نشانی ہوتی ہے، اس لیے یہ بھی "آیات اللہ" ہیں۔ قرآن کریم کے ہر ٹکڑے کو "آیۃ" کہتے ہیں۔ اس اعتبار سے پیغام (رسالۃ) کو بھی آیات کہتے ہیں۔ حتٰی کہ جب حضرت صالح نے اپنی قوم سے کہا، کہ یہ دیکھنے کے لیے کہ تم قانون خداوندی کا احترام کرتے ہو، یا نہیں، میں نے یہ طے کیا ہے، کہ اس اونٹنی کو کھلا چھوڑ تا ہوں۔ اگر تم نے اس کی باری پر اسے پانی پینے دیا، تو سمجھ لیا جائے گا کہ تم قانون خداوندی کا پاس رکھتے ہو، اور اگر تم نے اسے روکا، تو یہ اس کی علامت ہو گی، کہ تم اس قانون کا کوئی پاس نہیں رکھتے، اس اعتبار سے اس اونٹنی کو "آیۃ" کہا گیا ہے۔ اس ہی طرح حضرت نوح علیہ سلام کی کشتی کو بھی "آیۃ للعالمین" کہا گیا ہے۔"

لغات القرآن صفحہ نمبر 290۔۔ از علامہ غلام احمد پرویزؒ

کائنات میں موجود ہر شئے، اس کے تخلیق کار کو سمجھنے اور جاننے کے لیے آیت ہے۔

زمین، آسمان، دن، رات، سمندر میں چلتے جہاز، اونچے اونچے پہاڑ، ساری کی ساری مخلوق۔۔۔ یہ سب کی سب آیات اللہ ہیں۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر، ان آیات اللہ پر تفکر و تدبر کرنے کا کہا گیا ہے۔ کہیں کہا گیا ہے کہ ان میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے آیات ہیں۔ کہیں کہا گیا کہ ان میں یقین رکھنے والوں کے لیے آیات ہیں۔

کیا مقصد ہے ان آیات پر تفکر و تدبر کرنے کا۔۔

تا کہ ایک طرف ہم تسخیر کائنات کے ضمن میں ان قوانین، اصول و ضوابط کو سمجھ کر، ان اشیاء کائنات کو مسخر کریں، ان سے استفادہ کریں۔ تو دوسری طرف ان اشیاء کو سمجھ کر، ان کا ادراک کر کے، اس کے بنانے والے، خالق و مالک کی ذات و صفات کو پہچان سکیں۔ اس کا ادراک حاصل کر سکیں۔

انسانی پستی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے، کہ وہ ان مجبور محض، چرند پرند، نباتات و حیوانات سے راہنمائی کی امید کرے۔ رشد و ہدایت کے حصول کا وسیلہ خیال کرے۔ جانوروں کی جبلی تقاضے اور اطوار زندگی کو انسانی زندگی میں نافذ کرنے کی کوتاہ بینی کا مظاہرہ کرے۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں، سوشلزم نے انسانوں کو ایک دلفریب لیکن ناقابل عمل نعرے سے روشناس کرایا،

کماؤ صلاحیت کے مطابق، خرچ کرو ضرورت کے مطابق۔

باقی سب ریاست کے حوالے کر دو۔

ہمارے دور کے قرآنی فکر کے چند دانشوروں نے، اس نعرے کو، مشرف بہ اسلام کرنے کی جو دانستہ یا غیر دانستہ کوششیں کیں، اس میں ایک کوشش، قرآن کریم کے معاشی نظام کے حوالے سے شہد کی مکھی کو بطور مثال پیش کرنا بھی ہے۔ جسے ہمارے چند نادان دوست، بغیر سوچ سمجھے رٹے چلے جارہے ہیں۔

بغیر اس سائنسی تحقیق کے ادراک کے، کہ شہد کی مکھی کا نظام حیات، اس نعرے کے مطابق ہرگز نہیں، البتہ شہد کی مکھی کا نظام حیات، ایک بدترین ملوکیت، اور ڈکٹیٹر شپ کی، شاندار مثال ہے۔

اس ضمن میں سب سے پہلے میں برادر محترم جناب طارق اقبال صاحب کا یہ تحقیقی مقالہ، پیش کرتا ہوں جو آپ کو شہد کی مکھی کے حوالے سے، سائنسی تحقیقات، اور قرآن کریم کے حوالے سے اس کی تشریح سے آگاہ کرے گا۔

شھد کی مکھی اورقر آن

وان فریش وہ شخص تھا کہ جس کو 1973ء میں شہد کی مکھیوں کے متعلق تحقیق کرنے پر نوبل پرائز دیا گیا تھا، شہد کی مکھی کو جب کوئی نیا باغ یا پھول ملتا ہے تو واپس جا کر اپنی دوسری مکھیوں کو بھی اس کے متعلق صحیح سمت اور نقشے سے آگاہ کرتی ہے، جس کو مکھی کا ناچ یا "Bee Dance" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ مکھی کی یہ نقل و حرکت اور اپنی دوسری کارکن مکھیوں کو اطلاعات کی فراہمی کا ثبوت سائنسی طور پر تصویروں اور دوسرے طریقوں کو استعمال کرتے ہوئے دریافت کر لیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں شہد کی مکھی کی جنس مونث بیان کی گئی ہے۔ جو شہد کو اکٹھا کرنے کے لیے گھر سے نکلتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں سپاہی یا کارکن مکھی ایک مادہ مکھی ہوتی ہے۔



شیکسپیئر کے ایک ڈرامے "Henry the Fourth" میں کچھ خاکے شہد کی مکھی کے متعلق بھی تھے، جس میں ظاہر یہ کیا جاتا تھا کہ شہد کی مکھیاں سپاہی ہیں اور ان کا ایک بادشاہ ہے۔ یعنی شیکسپیئر کے زمانے تک لوگ یہی خیال کرتے تھے کہ کارکن مکھیاں نر مکھیاں ہیں جو اپنے بادشاہ مکھی کو جواب دہ ہیں تاہم یہ بات غلط ہے کیونکہ کارکن مکھیاں مادہ ہوتی ہیں اور یہ اپنی ملکہ مکھی کو جواب دہ ہوتی ہیں مگر یہ بات جدید تحقیق کے بعد سامنے آئی ہے جو پچھلے 300 سال سے جاری تھی۔ (1)

اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کے بارے میں درج ذیل آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا ہے:

وَاَوۡحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحۡلِ اَنِ اتَّخِذِىۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُيُوۡتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعۡرِشُوۡنَ ۔ ثُمَّ كُلِىۡ مِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسۡلُكِىۡ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلاً‌ ؕ يَخۡرُجُ مِنۡۢ بُطُوۡنِهَا شَرَابٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهٗ فِيۡهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ‌ ط اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ۔ (سورہ النحل آیت 69۔68)

" نیز آپ کے پروردگار نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی کہ پہاڑوں میں، درختوں میں، اور (انگور وغیرہ کی) بیل میں اپنا گھر (چھتا) بنا۔ پھر ہر قسم کے پھل سے اس کا رس چوس اور اپنے پروردگار کی ہموار کردہ راہوں پر چلتی رہ۔ ان مکھیوں کے پیٹ سے مختلف رنگوں کا مشروب (شہد) نکلتا ہے جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔ یقیناً اس میں بھی ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ "[2]

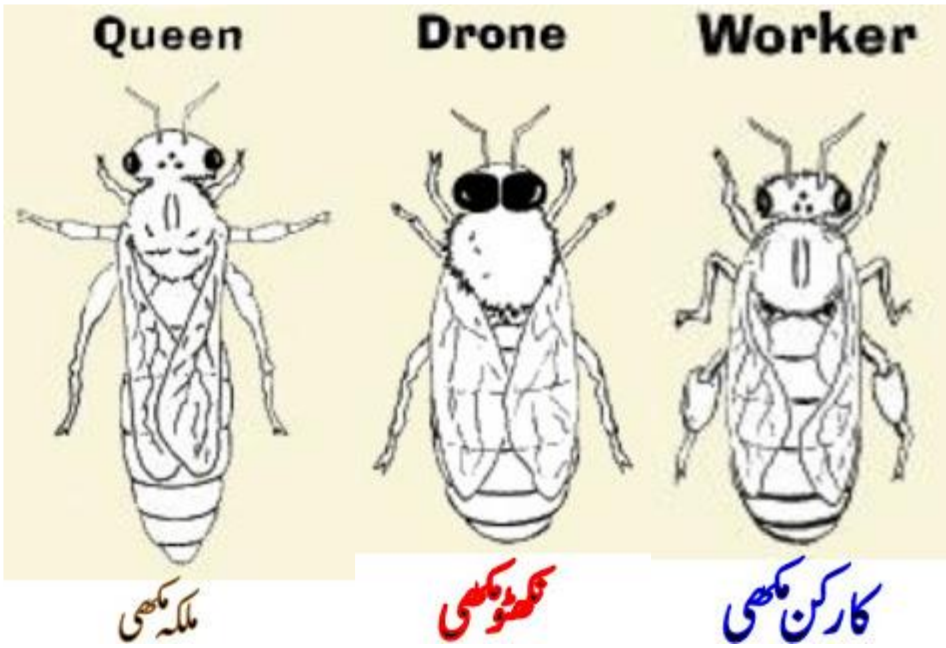
اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لفظ "کُلِی" فرمایا ہے جس کے معنی ہیں "تو کھا اور یہ صیغہ امر واحد مونث حاضر" کا ہے [3]۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن شہد کو اکٹھا کرنے والی مکھیوں کی جنس مونث بیان کرتا ہے اور اس بات کا علم جدید تحقیقات کے بعد ہی انسان کو ہو سکا ہے۔ جو قرآن کے منجانب اللہ ہونے کی ایک اور واضح دلیل ہے۔

نحل شہد کی مکھی کو کہتے ہیں جو عام مکھی یعنی ذباب سے بڑی ہوتی ہے اور اس سورۃ کا نام "النحل" اسی نسبت سے ہے کہ اس سورت میں نحل کا ذکر آیا ہے۔ اس مکھی کی طرف وحی کرنے سے مراد فطری اشارہ یا تعلیم ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کی جبلت میں ودیعت کر رکھی ہے جیسے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی ماں کی چھاتیوں کی طرف لپکتا ہے تاکہ وہاں سے اپنے لیے غذا حاصل کر سکے حالانکہ اس وقت اسے کسی بات کی سمجھ نہیں ہوتی۔ یہ اسی فطری وحی کا اثر ہے کہ وہ اپنے لیے ایسا چھتا یا اپنا گھر بناتی ہے جسے دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی ماہر انجنیئر نے اس کی ڈیزائننگ کی ہے۔

اس چھتے کا ہر خانہ چھ پہلو والا یعنی مسدس ہوتا ہے جس کے تمام ضلعے مساوی لمبائی کے ہوتے ہیں اور اس طرح ایک دوسرے سے متصل یا جڑے ہوئے ہوتے ہیں کہ ان میں کہیں خالی جگہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ انہیں خانوں میں

مکھیاں شہد کا ذخیرہ کرتی ہیں اور بیرونی خانوں پر پہرہ دار مکھیاں ہوتی ہیں۔ جو اجنبی مکھیوں یا کیڑوں کو ان خانوں میں گھسنے نہیں

دیتیں۔



ایک مکھی ان مکھیوں کی سرداریاان کی ملکہ ہوتی ہے جسے عربی میں یعسوب کہتے ہیں۔ باقی سب مکھیاں اس کی تابع فرمان ہوتی ہیں، مکھیاں اسی کے حکم سے رزق کی تلاش میں نکلتی ہیں اور اگر وہ ان کے ہمراہ چلے توسب اس کی پوری حفاظت کرتی ہیں اور ان میں ایسا نظم وضبط پایا جاتا ہے جسے دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے کہ اتنے چھوٹے سے جاندار میں اتنی عقل اور سمجھ کہاں سے آگئی۔ مکھیاں تلاش معاش میں اڑتی اڑتی دور دراز جگہوں پر جا پہنچتی ہیں اور مختلف رنگ کے پھلوں، پھولوں، اور میٹھی چیزوں پر بیٹھ کر ان کا رس چوستی ہیں۔ پھر یہی رس اپنے چھتا کے خانوں میں لاکر ذخیرہ کرتی رہتی ہیں،اور اتنی سمجھدار ہوتی ہیں کہ واپسی پر اپنے گھر کا راستہ نہیں بھولتیں۔ راستے میں خواہ ایسے کئی چھتے موجود ہوں وہ اپنے ہی چھتایاگھر پہنچیں گی۔ گویاان مکھیوں کا نظم وضبط، پیہم آمدورفت، ایک خاص قسم کا گھر

تیار کرنا، پھر باقاعدگی کے ساتھ اس میں شہد کو ذخیرہ کرتے جانا، یہ سب راہیں اللہ نے مکھی کے لیے اس طرح ہموار کر دی ہیں کہ اسے کبھی سوچنے اور غور و فکر کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔ (4)

دنیا میں تمام جانور، پرندے، کیڑے مکوڑے اپنے تحفظ کے لیے گھر بناتے ہیں مگر جس طرح کا خوبصورت گھر شہد کی مکھی بناتی ہے اور پھر اس کا انتظام چلاتی ہے 'کسی اور پرند اور چرند کے یہاں نہیں ملتا۔ شہد کی مکھی کا وجود اندازاً 10 کروڑ سال سے پایا جاتا ہے۔ ان میں کام کرنے کے لحاظ سے مکھیوں کی درجہ بندی ہوتی ہے۔ چھتے میں تین طرح کی مکھیاں ہوتی ہیں۔ ملکہ مکھی (Queen Bee)۔ نکھٹو مکھی (Drone Bee) اور کارکن مکھی (Worker Bee)۔ مکھیوں کا چھتا چھ کونوں والے خانوں پر مشتمل ہوتا ہے، جن کی دیواریں موم سے بنتی ہیں۔ ان میں دراڑوں اور سوراخوں کو بند کرنے کے لیے درختوں کی کونپلوں سے بیروزہ کی طرح کا ایک لیس دار مادہ Propolis حاصل کیا جاتا ہے۔ ان چھتوں میں درجہ حرارت کو قائم رکھنے کے لیے ایئر کنڈیشنڈ کا مربوط نظام ہے اور مکھیاں اپنے پسندیدہ حالات میں شدید جدوجہد کی ایک فعال زندگی گزارتی ہیں۔ یہ بات بڑی حیرت انگیز ہے کہ ان مکھیوں نے آٹھ ضلعی یا پانچ ضلعی کے بجائے چھ اضلاع والی مسدسی شکل کو کیوں چنا۔ اس کی دلیل ریاضی دان یہ دیتے ہیں:

"چھ ضلعی ڈھانچہ ایک ایسی موزوں ترین جیومیٹری شکل ہے جس میں اکائی کا زیادہ سے زیادہ علاقہ استعمال ہو سکتا ہے"۔ اگر شہد کے چھتے کے خانوں کو کسی اور شکل میں بنایا جاتا تو غیر استعمال شدہ علاقے باقی رہ جاتے ہیں۔ اس طرح کم شہد ذخیرہ ہوتا اور کم تعداد میں مکھیاں اس سے مستفید ہوتیں... علاوہ ازیں تعمیری لحاظ سے چھ ضلعی خانوں کے لیے کم سے کم موم کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ ان میں شہد کی زیادہ سے زیادہ مقدار ذخیرہ کی جاسکتی ہے۔ شہد کی مکھیوں نے یقیناً یہ نتیجہ خود حساب کتاب کر کے نہیں نکالا ہو گا۔ اس پر تو انسان بہت سی پیچیدہ جیومیٹریائی جمع تفریق کے بعد پہنچا ہے۔ پیدائشی طور پر ہی یہ چھوٹے چھوٹے جانور چھ ضلعی تعمیری شکل استعمال کرتے ہیں کیونکہ انہیں ان کے مالک نے اب تک یہی سکھایا اور اسی کی ان کے لیے "وحی" کی ہے۔

چھتے میں جنسی طور پر نمو پانے والی مکھی صرف ملکہ مکھی ہی ہوتی ہے اور جسامت کے لحاظ سے بھی یہ سب سے بڑی مکھی ہوتی ہے۔ کارکن مکھیاں ملکہ مکھی کی پیدائش کے لیے 2 دن کے لاروے کا انتخاب کرتی ہیں۔ اور یہ 11 دن کے

بعد اپنے انڈے یا سیل سے بر آمد ہوتی ہے۔ اس کے بعد یہ 18 نکھٹو مکھیوں (نر) کی ایک جماعت کے ساتھ جفتی کرتی ہے اور اس جفتی کے دوران یہ انڈے بنانے کے لیے لاکھوں جر ثومے حاصل کرتی ہے، جن کو یہ اپنی دو سالہ عمر کے دوران استعمال کر لیتی ہے۔ جفتی کے دس دن بعد ملکہ مکھی انڈے دینا شروع کر دیتی ہے۔ یہ روزانہ 3000 کے قریب انڈے دے سکتی ہے۔

نکھٹو مکھی جو کہ نر مکھی ہوتی ہے اس کا چھتوں میں شہد کے بنانے میں کوئی کردار نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ پھولوں سے رس چوستی ہے، اس کا صرف ایک کام ہے کہ وہ ملکہ مکھی کے ساتھ جفتی کرتی ہے۔ علاوہ ازیں اگر چھتے میں خوراک کی کمی وغیرہ ہو جائے تو انہیں چھتے سے باہر بھی نکال دیا جاتا ہے۔ کارکن مکھیاں جسامت کے اعتبار سے سب سے چھوٹی ہوتی ہیں۔ ایک چھتے میں 50,000 سے 60,000 کارکن مکھیاں ہوتی ہیں، ان کی عمر بھی مختصر ہوتی ہے اور یہ 28 سے 35 دن تک ہوتی ہے، تاہم ستمبر اور اکتوبر کے درمیان پیدا ہونے والی مکھیاں سردیوں کا پورا موسم گزارتی ہیں۔ یہ ایک منٹ میں 11,400 دفعہ اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی پرواز کے دوران ایک نمایاں بھنبھناہٹ سی محسوس ہوتی ہے۔

کارکن مکھیاں انڈوں سے بچے نکالنے، ان کو غذا مہیا کرنے اور ان کے لیے رہائشی کمرے تیار کرنے میں ہمہ وقت مصروف رہتی ہیں۔ ان کی آبادیوں میں بے کار افراد کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ کارکن مکھیاں تمام دن اڑتی ہوئی پھولوں سے "ماء الحیات" Nectar تلاش کرتی ہیں۔ ہر پھول کے نیچے مٹھاس کا ایک قطرہ ہوتا ہے۔ مکھیاں اس کی تلاش میں ڈال ڈال منڈلاتی ہیں اور جہاں سے مل جائے اسے اپنے منہ کی تھیلی میں رکھ کر چھتے کو لوٹ جاتی ہیں اور اپنی برادری کو اس علاقہ میں مزید ماء الحیات کی موجودگی یا غیر موجودگی کی اطلاع بھی دیتی ہیں۔ ابتدائی طور پر اس ماء الحیات میں 50 سے 80 فی صد پانی ہوتا ہے۔ چھتے میں لے جا کر اسے گاڑھا کیا جاتا ہے اور جب اس سے شہد بنتا ہے تو اس میں پانی کی مقدار 16 سے 18 فی صد کے درمیان رہ جاتی ہے۔

یہ مکھیاں خط استوا کی حدت سے لے کر برفانی میدانوں کی برودت تک میں زندہ رہ سکتی ہیں۔ مگر ان کے چھتے کا اندرونی درجہ حرارت 34 سینٹی گریڈ کے قریب رہتا ہے۔ اگر اس پاس کا موسم 49 سینٹی گریڈ تک بھی گرم ہو جائے تو چھتا

متاثر نہیں ہوتا۔ ٹھنڈک میں زیادتی کی وجہ سے ذخیرہ پر گزر اوقات اور خوشگوار موسم کا انتظار کرتی ہیں۔ ایک چھتا سال میں تقریباً500 کلو گرام ماء الحیات حاصل کر کے اس سے شہد تیار کرتا ہے، چھتوں میں شہد کے علاوہ موم اور پولن کے دانے بھی ذخیرہ کیے جاتے ہیں۔ پھولوں کی پتیوں کے درمیان ان کے تولیدی اعضا ہوتے ہیں۔ مکھی جب اس کو چوسنے کے لیے کسی پھول پر بیٹھتی ہے تو نر پھولوں کے تولیدی دانے اس کے جسم کو لگ جاتے ہیں جن کو Pollen کہتے ہیں۔ پولن کے دانے لگی مکھی جب دوسرے پھول پر بیٹھتی ہے تو اس کے نسوانی حصے ان دانوں کو اپنی جانب کھینچ کر باروری حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح مکھی کی اڑان زراعت کے لیے ایک نہایت مفید خدمت سرانجام دیتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ امریکہ میں پیدا ہونے والی 90 اقسام کی زرعی پیداوار کی ترویج اور باروری صرف شہد کی مکھی کی مرہون منت ہے۔ پولن کے جو دانے بچ جاتے ہیں ان کو چھتے میں لے جا کر کارکنوں کی خوراک میں لحمی اجزا کے طور پر شامل کر دیا جاتا ہے۔ ان کی کچھ مقدار شہد میں بھی موجود ہوتی ہے۔[5]

پھولوں پر نشان لگانے کا طریقہ

جب کبھی کوئی شہد کی مکھی ایک پھول سے رس چوس کر لے آچکی ہو تو بعد میں آنے والی مکھی کو اس بات کا علم ہو جاتا ہے کہ کوئی مکھی پہلے بھی اس پھول کا رس لے گئی ہے۔ ایسی صورت میں وہ اس پھول کو فوراً چھوڑ دیتی ہے۔ اس طرح اس کا وقت اور توانائی بچ جاتی ہے۔ مگر بعد میں آنے والی مکھی کو اس بات کا علم کیسے ہو جاتا ہے کہ وہ پھول کی پڑتال کیے بغیر ہی سمجھ جاتی ہے کہ اس پھول کا رس پہلے ہی کوئی شہد کی مکھی چوس لے گئی ہے؟

یہ یوں ممکن ہوتا ہے کہ وہ شہد کی مکھی جو پہلے اس پھول سے رس چوسنے آئی تھی وہ اس پھول پر ایک خاص قسم کے عطر کا ایک قطرہ گرا کر آئی تھی تاکہ اس کی آمد کا بعد میں آنے والی مکھی کو علم ہو جائے۔ جب کبھی بعد میں کوئی شہد کی مکھی اس پھول کو دیکھتی ہے وہ اس خوشبو کو سونگھ کر اندازہ لگا لیتی ہے کہ پھول اب اس کے کسی کام کا نہیں رہا اور وہ کسی اور پھول کی جانب بڑھ جاتی ہے۔ اس طرح بعد میں آنے والی شہد کی مکھیاں اس پھول پر اپنا وقت ضائع نہیں کر تیں۔[6]

شہد بیماریوں کے لیے شفا ہے

(مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ)

"مختلف رنگوں کا مشروب (شہد) نکلتا ہے جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔ یقیناً اس میں بھی ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔"(7)

قرآن نے شہد کو "شفاء للناس" کہا ہے۔ جس کی افادیت کو آج سائنس نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ شہد کے کئی رنگ ہوتے ہیں۔ زرد، سفیدی مائل یا سرخی مائل یا سیاہی مائل۔ اور ان رنگوں کے بھی مختلف اسباب ہوتے ہیں۔ تاہم ہر قسم کے شہد میں چند مشترکہ خواص ہیں۔ سب سے اہم خاصیت یہ کہ ہے بہت سی بیماریوں کے لیے شفا کا حکم رکھتا ہے الا یہ کہ مریض خود سوءِ مزاج کا شکار نہ ہو جیسا کہ درج ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے:

"ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلمکے پاس آ کر کہنے لگا "میرے بھائی کا پیٹ خراب ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے فرمایا "اس کو شہد پلاؤ" وہ دوبارہ آ کر کہنے لگا، یا رسول اللہ! شہد پلانے سے تو اس کا پیٹ اور خراب ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کا قول سچا اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ جاؤ اسے پھر شہد پلاؤ" وہ تیسری بار آیا اور کہنے لگا "میں نے شہد پلایا لیکن اسے اور زیادہ پاخانے لگ گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا "اللہ نے سچ کہا اور تیرے بھائی کے پیٹ نے جھوٹ کہا" اس نے پھر شہد پلایا تو وہ تندرست ہو گیا۔ (8)

اس حدیث پر ڈاکٹر خالد غزنوی تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"یہ حدیث علم العلاج اور ماہیت مرض کے بارے میں ایک روشن راہ ہے، کیونکہ اسہال کا سبب آنتوں میں سوزش ہے، جو کہ جراثیمی زہر یعنی Toxin یا وائرس سے ہو سکتی ہے۔ اگر ایسے مریض کی آنتوں میں حرکات کو فوری

طور پر بند کر دیا جائے تو سوزش بدستور رہے گی یا جراثیمی زہر وہیں رہ جائے گا۔ اس لیے علاج کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ پہلے آنتوں کو صاف کیا جائے۔ پھر جراثیم مارے جائیں۔ شہد میں یہ صلاحیت تھی کہ وہ یہ دونوں کام کر سکتا تھا۔" (9)

شہد اور جدید مشاہدات

☆ انگلستان میں سالفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر لاری کرافٹ نے حساسیت اور موسم بہار میں حساسیت کی وجہ سے ہونے والے بخار سے متاثرہ 200 مریضوں پر تجربات کے بعد ثابت کیا ہے کہ یہ عوارض کسی اور دوائی کو شامل کیے بغیر صرف شہد سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر کرافٹ کے مطابق یہ شہد باغوں سے حاصل کیا گیا ہو اور اسے بار بار زیادہ گرم نہ کیا گیا ہو۔ گندم کے آٹے میں شہد ملا کر مرہم سی بنا کر پھوڑے پھنسیوں پر لگانا' ان کو مندمل کر دیتا ہے۔ شہد میں سرکہ اور نمک ملا کر چھائیوں پر لگانے سے داغ دور ہو جاتے ہیں۔ روغن گل میں ملا کر گندے زخموں پر بطور مرہم لگانے سے ان کی عفونت رفع کر کے انہیں ٹھیک کر دیتا ہے۔ عرق گلاب میں شہد ملا کر بالوں پر لگانے سے جوئیں مر جاتی ہیں۔ بال ملائم اور چمک دار ہو جاتے ہیں۔

☆ جرمنی میں حال ہی میں ایک دوائی Nordiske Proplis کے نام سے تیار ہو رہی ہے۔ جو کیپسول، دانے دار شربت اور مرہم کی صورت میں تیار کر کے برلن کی Sanhelios کمپنی نے تحقیقات کے بعد مارکیٹ میں پیش کی ہے، علاوہ ازیں ڈنمارک کے پروفیسر لنڈ اور دنیا کے دیگر ملکوں میں محققین نے یہ پتہ چلایا ہے کہ شہد میں ایک جراثیم کش عنصر Propils کے نام سے موجود ہے۔ لیبارٹری تجربات کے مطابق یہ پیپ اور سوزش پیدا کرنے والے جراثیم کو ہلاک کرنے کی استعداد دوسری تمام ادویہ سے زیادہ رکھنے کے علاوہ جسم کی قوت مدافعت میں اضافہ بھی کرتا ہے۔

☆مختلف لیبارٹریوں میں مشاہدات کے بعد اسے ناک، کان، گلا، نظامِ انہضام، نظام تنفس اور اعصاب کی ہر قسم کی سوزشوں میں کسی بھی دوائی سے زیادہ مفید پایا گیا۔

☆یہ وہ منفرد دوائی ہے جو وائرس کو بھی ہلاک کر سکتی ہے۔ انفلوئنزا اور زکام میں اس سے نہ صرف کہ مریض تندرست ہو گئے بلکہ اس نے جھلیوں کی جلن کو فوراً دور کر دیا۔

☆لندن کے مضافات میں کینٹ سے برطانوی اخبارات نے لکھا ہے کہ جوڑوں کی بیماریوں کے سیکڑوں پرانے مریض پروپالس کے استعمال سے شفایاب ہو گئے۔

☆لاہور کے ایک دوا فروش ادارہ "شفا میڈیکوز" نے ایک مرتبہ جرمنی سے شہد سے بنے ہوئے ٹیکے درآمد کیے۔ ان ٹیکوں کے بارے میں دواساز ادارے کا دعوٰی تھا کہ یہ جسم سے کمزوری دور کرتے ہیں۔ جسم سے حساسیت یعنی Allergy کو ختم کرتے ہیں۔ حساسیت سے پیدا ہونے والی جلدی بیماریوں، خاص طور پر ایگزیما میں مفید ہیں ، جوڑوں کے درد میں معمولی تکلیف کے لیے ٹیکے گوشت یا ورید میں لگائے جائیں اور اگر جوڑ سوج گئے ہوں یا جوڑوں کی ہڈیاں گل رہی ہوں تو یہ ٹیکہ جوڑ کے اندر لگایا جائے۔ ان ٹیکوں کا نام M-2-WOELUM تھا۔ انہیں جرمنی کے شہر کولون کی ویلم کمپنی نے تیار کیا اور دلچسپی کی بات یہ کہ انہوں نے اپنے طبی رسالہ میں بتایا کہ انہوں نے شہد کو اس طرح استعمال کرنے کا راستہ قرآن مجید سے معلوم کیا۔

☆ امریکہ میں پروفیسر سٹوارٹ نے لیبارٹری میں تپ محرقہ اور پیپ پیدا کرنے والے جراثیم کی مختلف قسموں کو شہد میں ڈالا۔ یہ حیرت انگیز مشاہدہ ہوا کہ جراثیم کی کوئی بھی قسم شہد میں زندہ نہ رہ سکی۔ [10]

شہد میں انسان کے لیے شفا ہے، اس سائنسی حقیقت کی تصدیق ان سائنس دانوں نے کر دی تھی جو 20-26 ستمبر 1993ء میں چین میں منعقدہ عالمی کانفرنس برائے مگس بانی میں شریک ہوئے تھے۔ اس کانفرنس میں شہد سے تیار کی جانے والی دواؤں پر بحث کی گئی تھی۔ امریکی سائنس دانوں نے بطور خاص یہ کہا "شہد، رائل جیلی، زردانہ اور شہد کی مکھی کی رال بہت سی بیماریوں کا علاج ہیں"۔

رومانیہ کے ایک امراض چشم کے ڈاکٹر نے بتایا کہ اس نے ایسے مریضوں پر شہد کو آزمایا جو موتیا بند کے شکار تھے اور 2094 مریضوں میں سے 2002 مریض تندرست ہو گئے۔ پولینڈ کے اطبا نے بھی کانفرنس میں بتایا کہ شہد کی مکھی کی رال بہت سی بیماریوں کا علاج ہے جن میں Haemothoids ، جلد کے مسائل، امراض نسواں اور بہت سی دوسری صحت کی خرابیاں شامل ہیں۔ (11)

شہد کی کیمیائی ہیئت انسانی جسم کی ساخت میں جتنے بھی کیمیاوی مرکبات استعمال ہوتے ہیں یا انسان کو ان کی ضرورت رہتی ہے، ان میں سے ہر عنصر شہد میں موجود ہوتا ہے۔ اشیائے خوردنی میں حیاتین کی موجودگی کے بارے میں اصول یہ ہے کہ بعض خوراکیں ایسی ہیں جن میں حل پذیر وٹامن ہوتے ہیں اور بعض ایسی ہیں جن میں چکنائی میں حل ہونے والے وٹامن مثلاً A.D.E.K پائے جاتے ہیں۔ شہد وہ منفرد مرکب ہے جس میں ہر قسم کے وٹامن موجود ہیں۔

شہد میں موجود مشہور عناصر، مٹھاس، فرکٹوس، فارمک ایسڈ، فرازی تیل، موم اور پولن

گرین Pollengrains ہوتے ہیں۔ 50 -60 فارن ہائیٹ پر شہد دانے دار بن جاتا ہے۔ اس کے اجزا میں اہمیت مٹھاس کو ہے۔ کیمیاوی طور پر مٹھاس کی سب سے مشکل قسم نشاستہ ہے، جب ہم روٹی کی صورت میں نشاستہ منہ میں ڈالتے ہیں تو چبانے کے دوران تھوک کا جوہر PTYALIN نشاستہ کو گلوکوس میں تبدیل کر دیتا ہے، جس سے ہم لقمہ کو چباتے چباتے مٹھاس محسوس کرنے لگتے ہیں۔

قرآن مجید نے مکھیوں کے منہ میں متعدد قسم کے جوہروں کی نشاندہی کی ہے۔ اور علم کیمیا کی ترویج سے اس ارشاد ربانی کی صداقت کا عمل یوں معلوم ہوا ہے کہ یہ پھولوں سے حاصل ہونے والی چیزوں اور خاص طور پر پولن کے دانوں میں موجود نشاستہ کو فرکٹوس میں تبدیل کر دیتی ہیں۔ اسی طرح مکھی کے راستہ میں چینی بھی آتی ہے۔ جسے کیمیاوی طور پر SUCROSE کہتے ہیں۔ مکھی کے منہ میں ایک ہاضم جوہر INVERTASE کے نام سے پایا جاتا ہے۔ وہ چینی یا دوسری نشاستہ دار چیزوں کو آسان ساختوں کی مٹھاسوں یا INVERT SUGARS میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ (12)

شہد کا جوہر

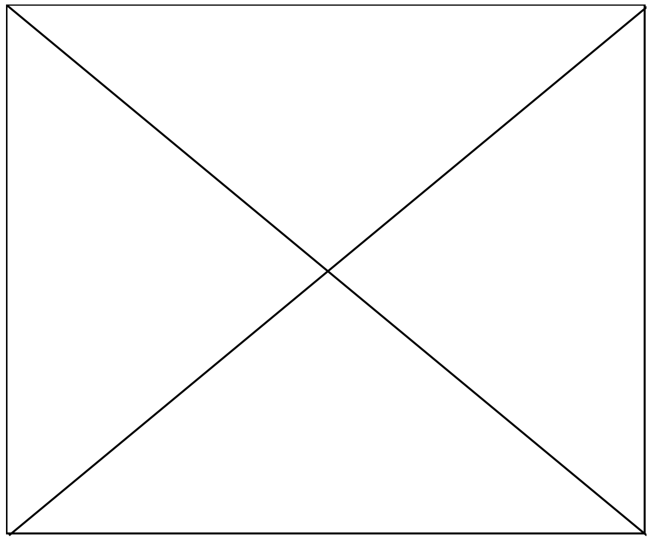
(یَخْرُجُ مِنۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ)

"ان مکھیوں کے پیٹ سے مختلف رنگوں کا مشروب (شہد) نکلتا ہے جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔"[13]

قرآن مجید اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ شہد کی مکھی کے پیٹ سے مختلف قسم کی رطوبتیں خارج ہوتی ہیں۔ جن کو علم طب میں ENZYMES کہتے ہیں۔ یہ جوہر مختلف امراض کے علاج میں مفید ہیں۔ اس آیت کا مفہوم تب معلوم ہوا، جب جرمن کیمیادانوں نے شہد سے "شاہی موم" "ROYAL JELLY" نام کا عنصر علیحدہ کر لیا۔ اس انکشاف نے قرآن مجید کی صداقت اور افادیت کو واضح کر دیا۔ اب اس آیت سے مراد صرف شہد نہیں بلکہ وہ علیحدہ جوہر ہیں جو مکھی کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں۔ شاہی موم ایک ایسی رطوبت ہے جو چھتے کی کارکن مکھیوں کے حلق سے خارج ہوتی ہے۔ اس قوت بخش مادے میں شکر، لحمیات، چربی اور بہت سی حیاتین شامل ہوتی ہیں۔ اس جوہر کو رائل جیلی کا نام اس لیے دیا گیا کہ چھتے میں بچے صرف ملکہ دیتی ہے۔ اس کے شہزادوں کی پرورش جس خوراک پر ہوتی ہے وہ شاہی خوراک ٹھہری اور اس مناسبت سے اس سیال کا نام "رائل جیلی" قرار پایا۔

دنیا میں جتنے بھی چرند اور پرند ہیں ان کے بچے جب پیدا ہوتے ہیں تو ان کا وزن جتنا بھی ہو بالغ ہونے کے بعد والے وزن سے تناسب میں ہوتا ہے۔ مثلاً انسان کا بچہ اگر پیدائش کے وقت آٹھ پونڈ کا ہو اور بالغ ہونے پر اس کا وزن 160 پونڈ ہو تو مراد یہ ہوئی کہ بچے کا وزن بلوغت پر بیس گنا بڑھا۔ عام حیوانات کے بچے بیس سے پچیس گنا بڑھتے ہیں، شہد کی مکھی کا بچہ بڑا ہونے پر اپنے پیدائشی وزن سے 350 گنا بڑھتا ہے۔ پوری حیوانی دنیا میں کسی بچے کے اتنا بڑھنے کی کوئی مثال نہیں۔ یہ ایک منفرد واقعہ ہے، چونکہ ان بچوں کی خوراک رائل جیلی ہوتی ہے اس لیے لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ رائل جیلی جسمانی نشوونما پر مفید اثرات رکھتی ہے اور کمزوری کو دور کرتی ہے۔ ان معلومات کے بعد ڈاکٹروں نے

کمزوری کے مریضوں پر اس جوہر کے وسیع مشاہدات کیے۔ جرمنی میں یہ جوہر بوتلوں اور گولیوں کی صورت میں تیار ہوا اور ہر جگہ سے مقبولیت کی سند پائی۔



موجودہ زمانے میں اس جوہر کو تیار کرنے کا سب سے بڑا مرکز عوامی جمہوریہ چین ہے، چین میں دواسازی کی صنعت کے اشتراکی ادارہ "پیکنگ کیمیکل اینڈ فارماسوٹیکل ورکس" نے "پیکنگ رائل جیلی" کے نام سے خالص مشروب اور ٹیکے تیار کیے ہیں۔ تیار کرنے والوں نے اس کے تین اہم فوائد بیان کیے ہیں:

1۔ جب وزن روز بروز کم ہو رہا ہو۔ جب بھوک اڑ جائے، بیماری سے اٹھنے یا زچگی کے بعد کی کمزوری کے لیے۔

2۔ عام جسمانی کمزوری، دماغی اور جسمانی تھکن اور کمزوری کے لیے۔

3۔ پیچیدہ اور پرانی بیماریوں میں جیسے کہ جگر کی بیماریاں، خون کی کمی، وریدوں کی سوزش اور ان میں خون کا انجماد ، جوڑوں کی بیماریاں اور گنٹھیا، عضلات کی انحطاطی بیماریاں DEGENRATIVE DISEASES ، معدہ کا السر۔

قرآن مجید نے مکھی کے جسم سے خارج ہونے والے اس جوہر کو شفا کا مظہر قرار دیا ہے اور دنیا کے ہر گوشہ سے اس کی تصدیق میسر آ رہی ہے۔ [14]

حواشی

(1)۔ قرآن اینڈ ماڈرن سائنس از ڈاکٹر ذاکر نائیک صفحہ 39

(2)۔ النحل، 16:68-69

(3)۔ بحوالہ آسان لغات القرآن، صفحہ 269

(4)۔ تیسیر القرآن، جلد دوم، حاشیہ 65-66-67

(5)۔ طب نبوی اور جدید سائنس، جلد اول، سے اقتباس

http://www.honey.com/kids/index.html

اللہ کی نشانیاں، عقل والوں کے لیے، صفحہ 34-35

(6)۔ اللہ کی نشانیاں، عقل والوں کے لیے، صفحہ 40

(7)۔ النحل، 16:69

(8)۔ (بخاری، کتاب الطب، باب الدواء بالعسل)

(9)۔ طب نبوی اور جدید سائنس، جلد اول، صفحہ 171

(10)۔ طب نبوی اور جدید سائنس، جلد اول سے اقتباس

(11)۔ اللہ کی نشانیاں، عقل والوں کے لیے، صفحہ 41

(12)۔ طب نبوی اور جدید سائنس، جلد اول، صفحہ 187-188

(13)۔ النحل، 16:69

(14)۔ طب نبوی اور جدید سائنس، جلد اول، صفحہ 210-212

اللہ کی نشانیاں، عقل والوں کے لیے، صفحہ 45

اپنے محترم دوست جناب طارق اقبال صاحب کے اس مضمون کی روشنی میں، کچھ عرض کرنے سے پہلے، چند قرآنی حقائق پیش کرنا لازم خیال کرتا ہوں۔

سورہ النحل قرآن کریم کی سولھویں سورہ ہے۔ اس کی 128 آیات ہیں۔ لیکن اس پوری سورہ مبارکہ میں شہد کی مکھی کے حوالے سے صرف یہ دو آیات ہی آئی ہیں۔۔

یعنی ایسا کچھ نہیں ہے کہ ساری سورہ النحل شہد کی مکھی پر بات کر رہی ہو۔

اس ضمن میں، ایک غلط عقیدہ یا تصور کو واضح کرنا ضروری ہے۔

میرے محترم دوستو۔

قرآن کریم کا ایک ایک لفظ اللہ کریم کا کلام ہے۔ جو حرف بہ حرف ہمارے نبی محترم، خاتم النبین، محمد ﷺ پر، روح الامین کے ذریعے نازل ہوا۔

آج جو قرآن کریم ہمارے ہاتھوں میں ہے، وہ حرف بہ حرف، وہ ہی ہے، جو میرے آقا ﷺ پر نازل ہوا۔ اس لحاظ سے لفظ " نحل " بھی قرآنی لفظ ہے۔

لیکن یہ تصور کہ قرآن کریم کی سورتوں کے نام بھی منجانب اللہ ہیں، درست نہیں۔۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں، دور نزول قرآن میں، تحریر کی سہولیات بہت کم، اور مشکل تھیں۔ نیز اللہ کریم نے اس کتاب عظیم کا تمام نوع انسانی کی راہنمائی کے لیے، تاقیامت حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے، چنانچہ اس وعدہ کے ایفاء کے لیے نبی اکرم ﷺ نے باقائدہ حفاظ کا تقرر فرمایا۔ اور قرآن کریم کو حرف بہ حرف یاد کروایا۔

اس یاد کروانے کے عمل میں سہولت کے لیے، اپنے رفقاء سے مشاورت کے ساتھ، قرآن کریم کی 114 سورتوں کے مختلف آسان نام مقرر کیے۔ تاکہ حفاظ کو یاد کرنے میں آسانی رہے۔

یہ ہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کی بعض سورتوں کے نام ان کے ابتدائی الفاظ ہی پر رکھ لیے گئے۔ مثلاً سورہ طٰہٰ، سورہ ق، سورہ یس، وغیرہ۔۔

اس ہی طرح، دیگر سورتوں کے نام، ان سورتوں میں موجود کسی عام فہم شئے پر رکھ لیے گئے، تاکہ حفاظ آسانی کے ساتھ ان سورتوں کو یاد کر سکیں۔

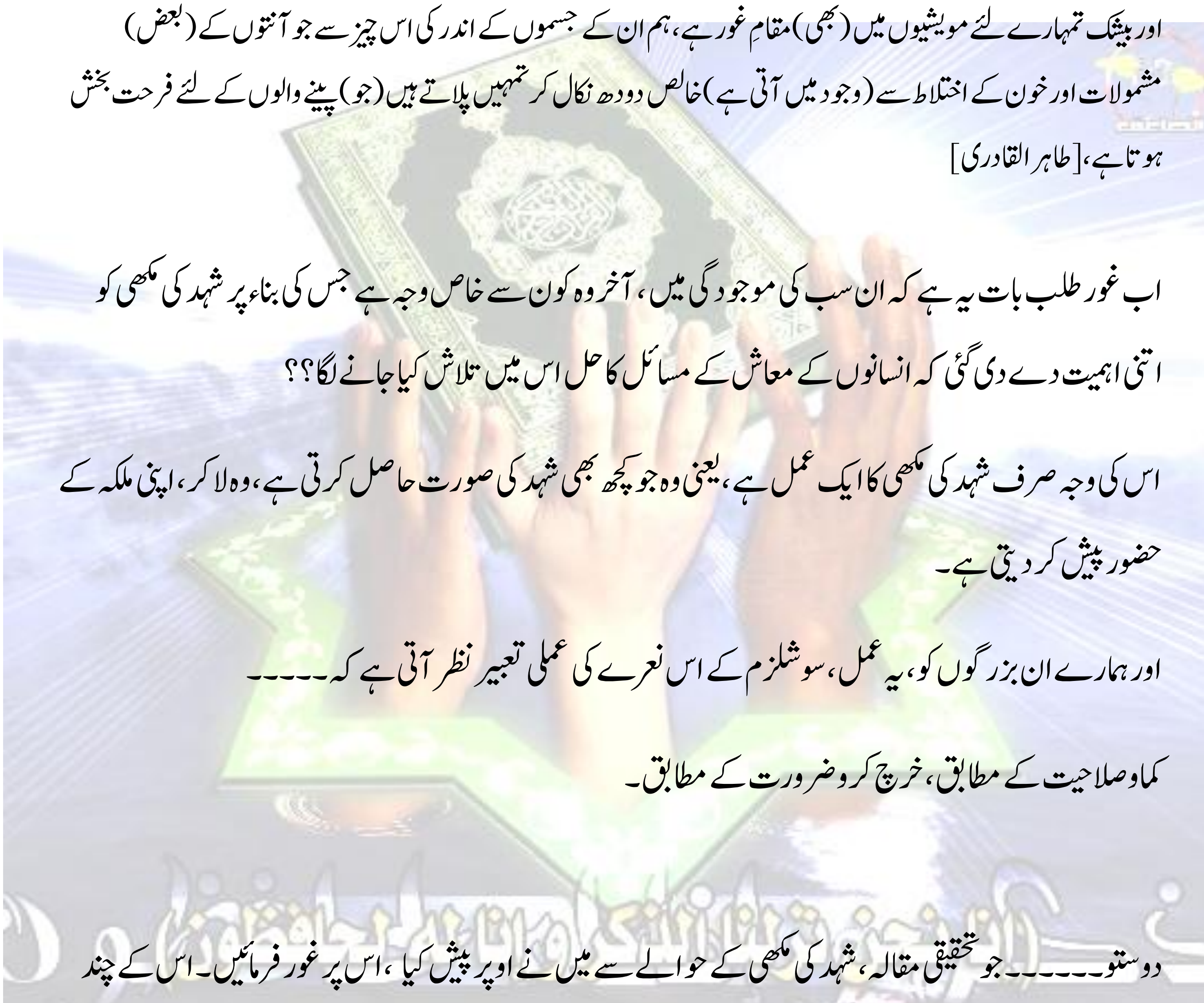
اس عمل میں یہ سمجھ لینا کہ جس شئے پر سورۃ کا نام رکھا گیا ہے، اس کی بہت ہی خاص اہمیت تھی، یہ نقطہ نظر درست نہیں ہے۔

یہ ہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کی بعض سورتوں کے نام میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک قرآن کریم کی 17 ویں سورہ بنی اسرائیل کہلاتی ہے، تو بعض کے نزدیک یہ ہی سورہ اسراء کہلاتی ہے۔۔ اس ہی طرح، بعض کے نزدیک، قرآن کریم کی نویں سورہ توبہ کہلاتی ہے، تو بعض کے نزدیک یہ ہی سورہ براءت کہلاتی ہے۔ اب اگر ان سورتوں کے نام بھی منجانب اللہ ہوتے، تو یہ اختلاف ممکن ہی نہ تھا۔

دوسری اہم بات جو بہت زیادہ سمجھنے کی ہے کہ اس سورہ مبارکہ میں، شہد کی مکھی کے علاوہ، چوپایوں، گھوڑے، خچر، گدھے، زیتون، کھجور، انگور، دن، رات، چاند، سورج، ستارے، سمندری فوڈ، زمین، پہاڑ، وغیرہ کا ذکر فرمایا گیا ہے ان دو آیات مبارکہ کہ جس میں شہد کی مکھی کا ذکر کیا گیا ہے، سے صرف ایک آیت پہلے، بلکل اس ہی انداز میں، جانور جو دودھ دیتے ہیں، کا ذکر کیا گیا ہے۔۔ ملاحظہ فرمائیے۔۔

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِن بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّارِبِينَ

[١٦:٦٦]



اور بیشک تمہارے لئے مویشیوں میں (بھی) مقامِ غور ہے، ہم ان کے جسموں کے اندر کی اس چیز سے جو آنتوں کے (بعض) مشمولات اور خون کے اختلاط سے (وجود میں آتی ہے) خالص دودھ نکال کر تمہیں پلاتے ہیں (جو) پینے والوں کے لئے فرحت بخش ہوتا ہے، [طاہر القادری]

اب غور طلب بات یہ ہے کہ ان سب کی موجودگی میں، آخر وہ کون سے خاص وجہ ہے جس کی بناء پر شہد کی مکھی کو اتنی اہمیت دے دی گئی کہ انسانوں کے معاش کے مسائل کا حل اس میں تلاش کیا جانے لگا؟؟

اس کی وجہ صرف شہد کی مکھی کا ایک عمل ہے، یعنی وہ جو کچھ بھی شہد کی صورت حاصل کرتی ہے، وہ لاکر، اپنی ملکہ کے حضور پیش کر دیتی ہے۔

اور ہمارے ان بزرگوں کو، یہ عمل، سوشلزم کے اس نعرے کی عملی تعبیر نظر آتی ہے کہ۔۔۔۔

کماو صلاحیت کے مطابق، خرچ کرو ضرورت کے مطابق۔

دوستو۔۔۔۔۔جو تحقیقی مقالہ، شہد کی مکھی کے حوالے سے میں نے اوپر پیش کیا، اس پر غور فرمائیں۔اس کے چند بنیادی نکات میں یہاں دوبارہ پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔۔

1۔۔ان کی ایک ملکہ ہوتی ہے۔

2۔۔باقی سب کارکن ہوتے ہیں۔

3۔۔جو مکھی شہد حاصل کرتی ہے، وہ مونث ہوتی ہے۔

4۔۔یہ کارکن مکھی اپنی ملکہ کو جوابدہ ہوتی ہے۔

5۔۔اگر ملکہ مکھی ساتھ چلے تو یہ سب کارکن مکھیاں اس کی حفاظت کرتی ہیں۔

6۔۔ان میں "نکھٹو" مکھیاں بھی ہوتی ہیں۔یہ نر ہوتے ہیں۔

7۔۔جنسی طور پر نمو پانے والی مکھی، صرف ملکہ مکھی ہوتی ہے۔

8۔۔یہ ملکہ مکھی،18عدد "نکھٹو" مکھیوں سے جنسی ملاپ کرتی ہے۔

9۔۔نر مکھی، کا کام صرف اور صرف ملکہ مکھی کے ساتھ جنسی ملاپ کرنا ہوتا ہے۔یہ نر مکھی، نہ تو کچھ اور کام کرتی ہے، نہ ہی شہد بنانے کے عمل میں ان کا کوئی کردار ہوتا ہے۔اس ہی جہت سے انھیں "نکھٹو" کہا جاتا ہے۔

10۔۔اگر کبھی چھتے میں شہد کی کمی ہو جائے، تو ان نر نکھٹو مکھیوں کو، چھتے سے باہر، بھوکا مرنے کے لیے نکال دیا جاتا ہے۔

11۔۔کارکن مکھیوں کا کام، انڈوں سے بچے نکالنا، ان کو غذا فراہم کرنا، ان کے لیے رہائشی کمرے تیار کرنا ہوتا ہے۔

12۔۔جو مکھی بے کار ہو جائے، اسے قتل کر دیا جاتا ہے۔

محترم دوستو۔۔۔۔۔۔ذرا غور فرمائیں، اس نظام حیات پر، جو ان مکھیوں کے چھتے میں رائج ہے۔اور پھر غور فرمائیں، کہ انسان کی اس سے بڑی تذلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان مجبور محض مکھیوں کے اس آمرانہ نظام کو، قرآن کریم کا معاشی نظام قرار دیا جائے۔

جہاں سب کی تگ و دو، ایک ملکہ کی تابعداری ہے۔ جہاں اگر غذا کی کمی ہو جائے، تو اپنے ہی کچھ ساتھیوں کو، چھتے سے باہر، بھوکا مرنے کے لیے چھوڑ دیا جائے۔ جہاں فالتو مکھیوں کو قتل کر دیا جائے۔ جہاں سب کچھ صرف ایک ہستی کے لیے کیا جا رہا ہو۔۔ جہاں کسب معاش کی ساری ذمہ داری مونث پر عائد ہو۔۔۔

کیا یہ وہ ہی نظام نہیں ہے ؟؟ جس میں بادشاہ سلامت زمین پر خدا کا سایہ ہوتا ہے۔

ساری کی ساری رعایا، اپنے بادشاہ سلامت کے حضور کورنس بجالانے کے لیے ہمہ تن گوش ہو۔

جہاں بادشاہ کا فیصلہ ہی، قانون ہوتا ہے۔

جہاں طاقتور کمزور کو مار دیتا ہے۔

جہاں بادشاہ سلامت اور اس کے حواریوں کی روٹی کا مسئلہ آجائے، تو عوام سے ان کے منہ کا نوالہ بھی، چھین لیا جائے

کیا یہ وہ نظام نہیں ہے، جہاں کوئی صدائیں دیتا رہتا ہے۔۔

سلطان المسلمون ظل اللہ فی الارض۔۔ من اھان سلطان فی الارض، اھان اللہ۔

مسلمانوں کا بادشاہ زمین پر اللہ کا سایہ ہے۔ جس نے بادشاہ کی توہین کی، گویا اس نے اللہ کی توہین کی۔۔

دوستو۔۔۔۔۔۔۔اس مقام پر میں اپنی کتاب "معاشی مساوات" کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔۔

" کائنات کی وسعتوں اور اس میں بسنے والی مخلوق پر غور کیجئے۔ فضاؤں میں اڑنے والے پرندوں پر تفکر کیجئے۔ زیرزمین بسنے والے جانداروں کو توجہ سے دیکھیئے۔ سمندروں کی تہوں میں موجود مخلوق پر تدبر کیجئے۔ اور پھر زمین پر بسنے والی تمام مخلوق کو بار بار دیکھیئے۔ ایک بار نہیں کئی بار دیکھیں۔ ان سب میں آپ کو ایک قدر مشترک نظر آئے گی ۔ وہ یہ کہ ان تمام کے خالق نے، کسی ایک کو بھی دوسرے جیسا نہیں بنایا۔ مخلوق کا ہر ذرہ، اپنی اپنی جگہ ایک منفرد، جداگانہ حیثیت کا مالک ہے۔



خلاء کی وسعتوں میں مصروف عمل ہماری اس کہکشاں میں موجود لاتعداد اجرام فلکی، ایک خاص ترتیب کے ساتھ، سورج کے گرد مسلسل گردش میں مصروف ہیں۔ اس نہج سے سورج اس کہکشاں کا بادشاہ ہے۔ فضاؤں میں موجود لاتعداد پرندے، اور ان کا حکمران عقاب، سمندروں کی تہوں میں موجود لاتعداد آبی مخلوق اور ان کا شہنشاہ مگرمچھ۔ جنگلوں میں موجود لاتعداد جانور اور ان کا حکمران شیر، زیرزمین انواع اقسام کے کیڑے مکوڑے اور ان کے حکمران اژدھے۔ غور فرمائیں کیا یہ ہی ہمارا مشاہدہ اور ایک ایسا سچ نہیں ہے جسے سمجھنے کے لیے کسی مذہب اور کسی فلسفے کی چنداں ضرورت نہیں؟

آخر کیا وجہ ہے، کہ خلاؤں میں سورج، سمندروں میں مگرمچھ، فضاؤں میں عقاب اور جنگلوں میں شیر اور زیرزمین اژدہے۔ حکمران ہیں؟

اس کا سادہ جواب ہے۔ "طاقت"

سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ سورج کی بے پناہ کشش، ہماری کہکشاں میں موجود تمام اجرام فلکی کو ایک مخصوص مدار میں ایک خاص ترکیب اور رفتار سے چلنے پر مجبور کرتی ہے۔ سورج کی اس طاقت میں اگر کبھی، چند ثانیوں کے لیے تعطل آجائے تو ہماری اس کائنات کا نظام ہی ختم ہو جائے۔

شیر ، عقاب ، مگرمچھ ، اژدہے کی اپنی ہم عصر مخلوق کے مقابلے میں بے پناہ طاقت ، انھیں حکمرانی کا حق دیتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ انھیں یہ طاقت کس نے دی ؟ کیا ان حکمرانوں کی طاقت ان کی اپنی پیدا کردہ ہے ؟ کیا یہ اپنی مرضی سے اپنی اپنی ہم عصر مخلوق کے بادشاہ بن گئے ہیں ؟ کیا ان حکمرانوں کی رعایا اپنی محبت کی وجہ سے انھیں اپنا حکمران تسلیم کرتی ہے ؟

معاشی مساوات صفحہ نمبر 03، از محمد حنیف

انسانی دنیا سے باہر کا سارا نظام، جبر کا نظام ہے۔ جس طرح جس کو کرنے کا کہا گیا، وہ کیے جا رھا ہے۔ سوائے انسان کے ساری کائنات مجبور محض ہے۔ کسی کے پاس نہ ارادے کی طاقت کا ہے، اور نہ اپنی مرضی کے راستے کے انتخاب کا اختیار۔

یہ انسان کی کتنی بڑی بد نصیبی کہلائے گی، کہ وہ با اختیار انسان، جس کے تابع کائنات کی ہر شئے کر دی گئی ہو، وہ ایک مکھی سے نظام معیشت سیکھے۔۔ وہ نظام معیشت، جو شخصی آمریت پر مبنی ہو۔ جہاں طاقت کا سرچشمہ کوئی ظل الٰہی ہو۔ سچ کہا ہے قرآن نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فرمایا۔۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ [٩٥:٦]

انسان کو بہترین ہیئت میں پیدا کیا۔ پھر یہ اپنے آپ کو، پست ترین سطح پر لے جاتا ہے۔ بجز صاحبان ایمان و عمل کے۔

تبویب القرآن صفحہ نمبر 258، عنوان انسان۔۔۔۔ از علامہ غلام احمد پرویز علیہ رحمہ


(إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون)